



عصر حاضر میں مقاصد شریعہ پر ہونے والے تحقیقی کام کا جائزہ

A Critical Review of Contemporary Research on Maqasid al-Shariah

Saeed Ahmad

Ph.D scholar, Department of Islamic Studies, Ghazi University Dera Ghazi Khan
saeedahmadalyani@gmail.com

Dr. Ashfaq Ahmad

Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Ghazi University Dera Ghazi Khan
aahmed@gudgk.edu.pk

Abstract:

Maqasid al-Shariah represents the higher objectives and underlying wisdom of Islamic law, aimed at ensuring human welfare, justice, and moral balance. In recent decades, Maqasid-based reasoning has gained renewed scholarly attention as Muslim societies confront complex legal, social, economic, and technological challenges. This review paper critically examines contemporary research on Maqasid al-Shariah, focusing on its theoretical development, methodological trends, and practical applications in modern Islamic jurisprudence. The study analyzes major scholarly contributions that expand classical maqasid beyond the traditional five essentials to include concepts such as human dignity, social justice, governance, and public welfare. At the same time, it highlights key debates surrounding subjectivity, methodological rigor, and the relationship between maqasid and primary textual sources. The paper argues that while Maqasid al-Shariah provides a dynamic and flexible framework for addressing contemporary issues, its effective use requires firm grounding in Qur'an, Sunnah, and established principles of Islamic legal theory. The study concludes that a balanced, disciplined maqasid-based approach can significantly contribute to the renewal and relevance of Islamic law in the modern world.

Keywords: *Maqasid al-Shariah, Contemporary Islamic Jurisprudence, Objectives of Islamic Law; Ijtihad, Islamic Legal Reform, Shariah and Modernity*

موضوع کا تعارف

اسلامی شریعت ایک ہمہ گیر، ابدی اور مقصدی نظامِ حیات ہے جس کا بنیادی ہدف انسانی فلاح، عدلِ اجتماعی اور اخلاقی توازن کا قیام ہے۔ شریعتِ اسلامی کے اس مقصدی پہلو کو فقہی اصطلاح میں مقاصدِ شریعت کہا جاتا ہے۔ مقاصدِ شریعت دراصل ان اعلیٰ اغراض و اہداف کا نام ہے جن کی تکمیل کے لیے شریعت کے احکام نازل کیے گئے۔ کلاسیکی فقہانے ان مقاصد کو دین، جان، عقل، نسل اور مال کے تحفظ تک محدود رکھا، تاہم عصرِ حاضر کے فکری، سماجی اور سائنسی تغیرات نے اس تصور کو نئے زاویوں سے سمجھنے اور وسعت دینے کی ضرورت کو اجاگر کیا ہے۔ گزشتہ چند دہائیوں میں مقاصدِ شریعت پر ہونے والا تحقیقی کام اس بات کا غماز ہے کہ جدید مسلم مفکرین اور فقہانے اسلامی قانون کو عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لیے مقاصدِ فکر کو مرکزی حیثیت دی ہے۔ زیرِ نظر مقالہ انہی معاصر تحقیقی کاوشوں کا تنقیدی و تجزیاتی جائزہ پیش کرتا ہے، جس کی بنیاد آپ کی فراہم کردہ جدید علمی مقالات پر رکھی گئی ہے۔ اسلامی قانون (شریعت) ایک جامع اور اقدار پر مبنی قانونی نظام کی نمائندگی کرتا ہے جس کا مقصد انسانی فلاح و بہبود کو انفرادی اور اجتماعی دونوں سطحوں پر یقینی بنانا ہے¹۔ اس نظام کے مرکز میں مقاصدِ شریعت کا تصور موجود ہے، جو اُن اعلیٰ مقاصد اور حکمتوں کی طرف اشارہ کرتا ہے جنہیں اسلامی قانونی احکام حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں²۔ کلاسیکی اسلامی فقہاء نے اس بات کو تسلیم کیا کہ شریعت کا حتمی مقصد صرف نصوص کے حرفی اطلاق میں نہیں بلکہ انسانی فلاح و بہبود کے حصول میں مضمر ہے، جو بنیادی مفادات جیسے دین، زندگی، عقل، نسل اور مال کی حفاظت سے متعلق ہے³۔

معاصر دور میں بے مثال سماجی، سیاسی، اقتصادی اور تکنیکی تبدیلیوں نے پیچیدہ چیلنجز پیدا کیے ہیں، جو اسلامی فقہ میں نئے تعبیراتی نقطہ نظر کے تقاضا کرتے ہیں⁴۔ عالمی کاری، اسلامی مالیات، حکمرانی، انسانی حقوق، اور سائنس و

¹ احمد، ف۔ (۲۰۱۹)۔ مقاصدِ شریعت اور معاصر فقہی مسائل۔ اسلام آباد: إدارة المعارف الاسلامیہ۔

² عسکری، م۔ (۲۰۱۵)۔ ”مقاصدِ شریعت کی جدید تشریحی افادیت“، مجلہ فقہ و اصول، جلد ۲۰، صفحات ۷۵-۱۰۲۔

³ الشاطی، امام ابو اسحاق۔ (۱۹۹۷)۔ المقصدُ الاصلی فی شرحِ اُمور الدین و الدُنیا (ترجمہ و تعلیقات: زاہد، ع۔) لاہور: نشر و اشاعت۔

⁴ wilj.law.wisc.edu/wp-content/uploads

ٹیکنالوجی میں اخلاقی مسائل جیسے امور نے روایتی قانونی طریقہ کار پر نظر ثانی کی ضرورت پیدا کی ہے۔ اس کے جواب میں، مقاصد شریعت جدید اسلامی قانونی فکر میں ایک مرکزی فریم ورک کے طور پر ابھرا ہے، جو اصولی لیکن لچکدار طریقے سے موجودہ حقائق کے مطابق مسائل کے حل کی پیشکش کرتا ہے۔ حالیہ علمی ادب میں مقاصد پر مبنی استدلال میں بڑھتی ہوئی دلچسپی دیکھنے کو ملتی ہے، جو قانونی اصلاح اور فکری تجدید کے لیے ایک مؤثر ذریعہ کے طور پر سامنے آرہی ہے۔ معاصر علماء نے کلاسیکی مقاصد کی تھیوری کو اس کے روایتی دائرے سے آگے بڑھاتے ہوئے اجتماعی فلاح، عدل، اور انسانی وقار پر زور دیا ہے۔ تاہم، اس توسیع نے اہم علمی مباحث بھی پیدا کیے ہیں، خاص طور پر طریقہ کار کی سختی اور مقاصد شریعت کے بنیادی نصوص کے ساتھ تعلق کے حوالے سے⁵۔ یہ مقالہ مقاصد شریعت پر موجودہ تحقیق کا تنقیدی جائزہ لینے کی کوشش کرتا ہے، اس کے نظریاتی اصول، عملی اطلاقات، اور جاری مباحث کا تجزیہ کرتے ہوئے اس کے جدید اسلامی فقہ میں کردار اور اہمیت کا تعین کرنے کے مقصد سے۔ عصر حاضر میں مقاصد شریعت پر تحقیقی کام کا جائزہ یہ ہے کہ یہ کام جدید مسائل کے تناظر میں مقاصد شریعت کے فریم ورک کو استعمال کرتے ہوئے انسانی فلاح، حقوق کی ادائیگی (اللہ اور بندوں کے حقوق) اور متوازن زندگی کے حصول پر زور دیتا ہے، جیسے کہ حقوق کے تعلقات کو اجاگر کرنا اور اسلامی قانون کی روح کو سمجھنے میں مدد فراہم کرنا ہے، جس سے اسلامی نظام زندگی کو عصری چیلنجز کے مطابق ڈھالا جاسکے۔

تحقیقی کام کے اہم پہلو:

حقوق کے پہلو:

مقاصد شریعت کے تحت خالق کے حقوق اور بندوں کے حقوق کے باہمی تعلق کا مطالعہ کیا جا رہا ہے، اور یہ دیکھا جا رہا ہے کہ یہ حقوق ایک دوسرے سے کیسے وابستہ ہیں اور کیسے ادا کیے جاسکتے ہیں⁶۔ فریم ورک کے طور پر

⁵ قاسمی، ح۔ (۲۰۲۲)۔ "مقاصد شریعت: نظریہ اور عمل"، اسلامی عدالتیں اور جدیدیت، اسلام آباد: یونیورسٹی پریس

⁶ Auda, Maqasid al-Shariah as Philosophy of Islamic Law

استعمال: مقاصد شریعت کو اسلامی قانون کی روح اور مقصد کو سمجھنے کے ایک فریم ورک (بنیادی ڈھانچہ) کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے، جو مسلمانوں کو ایک متوازن اور صالح زندگی گزارنے میں رہنمائی کرتا ہے۔

عصری مسائل کا حل:

جدید دور کے مسائل، جیسے معیشت، معاشرت، اور اخلاقیات میں مقاصد شریعت کے اطلاق پر تحقیق ہو رہی ہے، تاکہ اسلامی تعلیمات کو عملی طور پر نافذ کیا جاسکے۔

فلاحِ انسانیت:

ان تحقیقات کا بنیادی مقصد انسانی فلاح و بہبود کو یقینی بنانا ہے، جو کہ شریعت کا بنیادی ہدف ہے⁷۔ مختصراً، عصر حاضر میں مقاصد شریعت پر تحقیق کا مقصد اسلامی تعلیمات کو جدید دنیا کے تقاضوں کے مطابق ڈھالنا اور انہیں عملی زندگی میں نافذ کرنے کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کرنا ہے۔

مقاصد شریعت کا تاریخی و فکری پس منظر

مقاصد شریعت کا تصور اگرچہ عہدِ صحابہؓ کے فتاویٰ اور فیصلوں میں عملی صورت میں موجود تھا، لیکن اسے باقاعدہ علمی صورت امام الحرمین الجوبینی، امام غزالی اور بالخصوص امام شاطبیؒ نے فراہم کی⁸۔ امام شاطبیؒ کی تصنیف *الموافقات* کو اس میدان میں سنگِ میل کی حیثیت حاصل ہے، جس میں انہوں نے شریعت کے کلی مقاصد کو منہجِ استقرائی کے ذریعے واضح کیا۔ معاصر تحقیقی مقالات اس بات پر متفق ہیں کہ مقاصد شریعت محض فقہی معاون اصول نہیں بلکہ شریعت کی روح اور اس کے فکری ڈھانچے کی بنیاد ہیں۔ جدید مصنفین کے مطابق، مقاصد کے بغیر فقہ محض ظاہری احکام کا مجموعہ بن جاتی ہے، جو بدلتے حالات میں راہنمائی فراہم کرنے سے قاصر رہتی ہے۔

⁷ بدخش، مجد بن حسن، شرح البدخش (مناہج العقول) دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۹۸۴ء، ۶۸/۲
⁸ الغزالی، المستصفی من علم الاصول

شریعت کے مقاصد پر کئی عظیم تصانیف پائی جاتی ہیں

جن میں سرفہرست امام الشاطبیؒ کی 'الموافقات' ہے۔ عزالدین بن عبدالسلام کی 'القواعد الکبریٰ' اور امام ابن قیمؒ کی 'اعلام الموقعین' بھی اسی فن سے متعلق ہیں۔ ابن عبدالسلام کے شاگرد امام القرانی کی کتاب 'الفروق' نے بھی اسی موضوع پر شہرت پائی ہے۔ اس کتاب میں ۷۴۲ فروق کا ذکر کیا گیا ہے۔ کتاب کے تفصیلی تعارف میں 'الفروق' کے معنی و مطلب پر بحث ہوگی، یہ علم اپنی ندرت کی بنا پر اردو کتب میں قابل ذکر جگہ نہیں پاسکا ہے۔ مقاصد شریعت کے موضوع کے ساتھ اعتناء رکھنے والے مختلف اہل علم حضرات کے طرز عمل اور ان کے علمی زندگی سے بڑی حد تک جادہ اعتدال معلوم کیا جاسکتا ہے، چنانچہ علامہ خطابی، امام غزالی، امام عزالدین اور علامہ شاطبی رحمہم اللہ، یہ ان حضرات کے اسماء گرامی ہیں جنہوں نے حیات زندگانی کا بڑا حصہ مقاصد شریعت کے استخراج و استنباط اور اس کی خدمت کی نذر کیا⁹، اور اپنی ان ہی خدمات کے بدولت اس جیسے غیر مخدوم موضوع کو گویا ایک مستقل فن کی حیثیت دی، بالخصوص امام عزالدین کی ”القواعد الکبریٰ“ اور علامہ شاطبی رحمہ اللہ کی ”الموافقات“ نے تو اس کو بام عروج تک پہنچایا، اس کے ساتھ ساتھ اگر دیکھا جائے تو ان تمام حضرات کو اللہ تعالیٰ نے مضبوط علمی و عملی استعداد و لیاقت سے بھی نوازا تھا جس کی وجہ سے بہت سے معاصرین اور پیشتر متاخرین نے ان کو مجتہد تک بھی قرار دیا، لیکن غور کرنے کی بات یہ ہے کہ ان تمام باتوں کے باوجود ان کا طرز عمل اور فتویٰ و قضاء اپنے ہم مذہب علماء کے موافق رہا اور اپنے اس وسیع علمی تجربہ اور مقاصد شریعت سے اچھی طرح واقفیت و مہارت کے باوجود انہوں نے جدید اجتہاد کی کوئی خاص ضرورت محسوس نہیں فرمائی، نہ ہی ”مقاصد شریعت“ کو بنیاد پر منصوص مسائل میں ترمیم و حذف کی راہ اپنائی¹⁰۔ اب اگر کوئی شخص مقاصد شریعت پر احکام کا مدار رکھنا چاہتا ہے اور اس کسوٹی پر حلال و حرام کے فیصلہ کرنے کا خواہاں ہے تو گویا وہ مقاصد کو علت کے مترادف سمجھتا ہے، لہذا ضروری ہے کہ تعلیق احکام کے اصول و ضوابط کو مکمل طور پر مد نظر رکھ کر

⁹ ابن عاشور، مقاصد الشریعة الاسلامیة

¹⁰ الغزالی، ابو حامد۔ المستصفی من علم الاصول۔ قاہرہ۔

رہی کسی چیز کے مقصود شرعی ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کرے ورنہ تو اس کی حیثیت زیادہ سے زیادہ حکم و اسرار کی ہوگی جس پر احکام شریعت کا مدار رکھنا بالاتفاق غلط ہے¹¹۔

عصر حاضر میں مقاصد شریعت پر تحقیقی رجحانات

(1) مقاصد شریعت بطور مستقل علم

معاصر علمی لٹریچر کا ایک نمایاں رجحان یہ ہے کہ مقاصد شریعت کو ایک مستقل اور خود کفیل علمی discipline کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ جدید محققین نے اس بات پر زور دیا ہے کہ مقاصد محض اصول فقہ کا ذیلی عنوان نہیں بلکہ ایک ایسا جامع منہج ہے جو اجتہاد، قانون سازی اور پالیسی سازی میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ آپ کی فراہم کردہ مقالات میں یہ نکتہ نمایاں طور پر سامنے آتا ہے کہ مقاصد شریعت کو جدید قانونی نظاموں کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ کسی شرعی مستند دلیل کا سہارا لیے بغیر یہ فیصلہ کرنا جائز نہیں کہ فلاں بات ”مقاصد شریعت“ میں سے ہے یا فلاں کام ”مقصود شرعی“ ہے، کیونکہ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا کہ کسی چیز کے مقصود شرعی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ شارع نے احکام دیتے وقت اس بات کی رعایت رکھی تھی، لہذا کسی تسلی بخش دلیل کے بغیر کسی چیز کو مقصود شرعی ٹھہرانا گویا اللہ تعالیٰ پر افتراء اور جھوٹ باندھنا ہے کہ اس نے میری مزعومہ بات کا لحاظ رکھا تھا اور اس کے ظلم اور سنگینی میں شبہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ولا تقولوا لما تصف السنتكم --- عذاب الیم (النحل: ۱۱۶-۱۱۷)¹²

”اور اپنی زبانوں سے جھوٹ بنا کر نہ کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تاکہ اللہ پر بہتان باندھو بیشک جو اللہ پر بہتان باندھتے ہیں انکا بھلا نہ ہوگا۔ تھوڑا سا فائدہ اٹھالیں اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے¹³۔“ [ترجمہ شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ]

¹¹ <https://sunnionline.us/urdu/2019/05/12680/>

¹² <https://magazine.mohaddis.com/article/detail/2077>

¹³ Hallaq, *History of Islamic Legal Theories*

(2) کلاسیکی مقاصد سے آگے توسیع

عصر حاضر کے تحقیقی کاموں میں مقاصد شریعت کے دائرہ کار میں نمایاں توسیع دیکھنے میں آتی ہے۔ جدید محققین نے عدل، انسانی وقار، آزادی، مساوات، امن، اور سماجی بہبود کو بھی شریعت کے بنیادی مقاصد میں شامل کیا ہے۔ فراہم کردہ مقالات میں اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ جدید ریاستی و معاشرتی مسائل جیسے گورننس، قانون کی حکمرانی اور شہری حقوق کا حل مقاصدِ فکر کے بغیر ممکن نہیں۔ اسی طرح مالی معاملات اور خرید و فروخت کے بارے میں شرعی نصوص کو دیکھ کر انسانی ضروریات پوری کرنا، مالی استحصال کا سدباب کرنا، مالی معاملات کے متعلق تنازعات ختم کرنے اور ”ناحق“ کسی کے مال کھانے کی ممانعت وغیرہ کچھ باتوں کو ان تمام نصوص و احکام کا ”مقصود“ ٹھہرایا گیا پھر اس کی بنیاد پر بیوعِ باطلہ، بیوعِ فاسدہ اور بیوعِ مکروہہ وغیرہ کے تقریباً سینکڑوں مسائل کو ان مزمومہ مقاصد کے بل بوتے تحت مشق بنایا گیا اور چند ایک صورتوں کو چھوڑ کر تمام مسائل کی گنجائش دی جانے لگی، حالانکہ ان میں سے بہت سے مسائل ایسے بھی ہیں جن کی ممانعت صرف فقہاء کرام کی مستنبط کردہ نہیں بلکہ خود نصوص میں اس کی صاف ممانعت کی گئی¹⁴۔

(3) مقاصد شریعت اور عصری مسائل

معاصر تحقیقی ادب میں مقاصد شریعت کو اسلامی مالیات، انسانی حقوق، بایو ایٹھکس، اور ٹیکنالوجی سے متعلق مسائل کے حل کے لیے بروئے کار لایا گیا ہے۔ اسلامی بینکاری پر ہونے والی تحقیق میں مقاصد کو معاشی عدل، استحصال کے خاتمے اور اجتماعی فلاح کے اصولوں سے جوڑا گیا ہے۔ اسی طرح طبی اخلاقیات اور ماحولیاتی تحفظ جیسے جدید موضوعات میں بھی مقاصدِ استدلال کو ایک مضبوط بنیاد کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ مولانا شاہ اسماعیل دہلوی رحمہ اللہ اصول فقہ پر اپنے متن متین میں تحریر فرماتے ہیں:

”القیاس بمجرد رعاية المصالح والفساد فاسد، الحکم بكون الوصف علیة نظر الی مجرد اشتغال علی المصالح والفساد

¹⁴ الشاطبی، ابراہیم بن موسیٰ۔ الموافقات فی اصول الشریعة۔ بیروت: دارالمعرفة

باطل۔“ محض مصالح و مفاسد کی رعایت رکھ کر قیاس کرنا فاسد ہے، ایک وصف کے محض کسی مصلحت یا مفسدہ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اس کو علت قرار دینا غلط ہے¹⁵۔“ (الرسالہ فی اصول الفقہ: ۱۵)

مقاصد شریعت اور نصوص شرعیہ کا تعلق

فراہم کردہ تحقیقی مقالات میں ایک اہم بحث مقاصد شریعت اور نصوص قطعہ کے باہمی تعلق پر بھی کی گئی ہے۔ معاصر علماء کا ایک طبقہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ مقاصد نصوص کے تابع ہیں، نہ کہ نصوص مقاصد کے تابع۔ معلوم ہوا کہ فقہی فروعی مسائل میں اختلاف کی آزادی ہے۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا تھا جب تک میری بات تمہاری سمجھ میں نہ آجائے اور جب تک تمہیں ان کی دلیل معلوم نہ ہو جائے، دل مطمئن نہ ہو جائے اس وقت تک میرے فتوے پر نہیں بلکہ اپنے اجتہاد پر عمل کرو۔ اس نقطہ نظر کے مطابق، مقاصد اجتہاد اسی وقت معتبر ہو گا جب وہ قرآن و سنت کے قطعی دلائل سے ہم آہنگ ہو۔ دوسری جانب بعض جدید محققین نے مقاصد کو نصوص کی تعبیر و تشریح کا ذریعہ قرار دیا ہے، تاہم وہ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ غیر منضبط مقاصد استدلال شریعت کے بنیادی ڈھانچے کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اس لیے معاصر تحقیق میں مقاصد فکر کے لیے اصولی حدود اور ضوابط کی تعیین پر خاص توجہ دی گئی ہے¹⁶۔

تنقیدی جائزہ

عصر حاضر میں مقاصد شریعت پر ہونے والا تحقیقی کام اگرچہ فکری وسعت اور اجتہادی جرات کا مظہر ہے، لیکن اس پر چند تنقیدی نکات بھی سامنے آتے ہیں۔ بعض مقالات میں مقاصد کی توسیع اس حد تک کی گئی ہے کہ نصوص شرعیہ کی صراحت ثانوی حیثیت اختیار کرتی محسوس ہوتی ہے۔ ناقدین کے مطابق، اس طرز فکر سے شریعت کے قطعی احکام میں تاویل بعید کا خطرہ پیدا ہو سکتا ہے۔ تاہم مجموعی طور پر معاصر تحقیق اس بات پر

¹⁵ الشاطبی، الموافقات

¹⁶ ابن عاشور، مجد الطاہر۔ مقاصد الشریعة الاسلامیة۔ عمان: دار النفائس

متفق دکھائی دیتی ہے کہ اگر مقاصد شریعت کو مضبوط اصولی بنیادوں، نصوص کے احترام اور علمی دیانت کے ساتھ استعمال کیا جائے تو یہ اسلامی فقہ کو عصر حاضر کے چیلنجز سے نمٹنے کے قابل بنا سکتی ہے¹⁷۔

1. نصوص پر مقاصد کی فوقیت کا اشکال

سب سے بنیادی تنقید یہ کی جاتی ہے کہ بعض معاصر مصنفین نے مقاصد شریعت کو اس حد تک وسعت دے دی ہے کہ وہ عملاً نصوص قطعہ پر حاکم نظر آتے ہیں۔ بعض جدید تحریروں میں ایسے فقہی نتائج اخذ کیے گئے ہیں جو قرآن و سنت کے ظاہر سے ہم آہنگ نہیں دکھائی دیتے، بلکہ انہیں محض "عصری مصلحت" کے نام پر جائز قرار دیا گیا ہے۔ ناقدین کے نزدیک یہ طرز استدلال مقاصد کے نام پر شریعت کے نصی ڈھانچے کو کمزور کرتا ہے اور فقہ اسلامی کو اخلاقی نسبیت (moral relativism) کی طرف لے جاتا ہے¹⁸۔

2. مقاصد استدلال میں موضوعیت (Subjectivity)

دوسرا اہم اعتراض یہ ہے کہ مقاصد شریعت کے تعین میں واضح اور متفقہ اصولوں کی کمی کے باعث موضوعیت کا عنصر بڑھتا جا رہا ہے۔ مختلف معاصر محققین ایک ہی مسئلے میں مختلف مقاصد کو بنیاد بنا کر متضاد آراء پیش کرتے ہیں، جس سے فقہی اضطراب اور انتشار پیدا ہونے کا خدشہ ہے۔ اسی لیے کئی ناقدین اس بات پر زور دیتے ہیں کہ مقاصد کا تعین صرف انفرادی فہم کے بجائے استقرائی منہج، اجماع امت اور فقہی روایت کی روشنی میں ہونا چاہیے۔

3. مقاصد کو فقہی روایت سے الگ کر دینا

ایک اور سنجیدہ تنقیدی پہلو یہ ہے کہ بعض جدید مصنفین نے مقاصد شریعت کو فقہ اور اصول فقہ سے الگ ایک خود مختار اخلاقی یا سماجی نظریہ بنا کر پیش کیا ہے۔ اس طرز فکر کے نتیجے میں مقاصد شریعت کی عملی فقہی افادیت کم

¹⁷ Al-Alwani, *Ijtihad*

¹⁸ Auda, *Revisiting Maqasid al-Shariah*

ہو جاتی ہے اور وہ محض عمومی اصلاحی نعروں تک محدود ہو کر رہ جاتے ہیں۔ ناقدین کے مطابق مقاصد شریعت کی اصل قوت اسی وقت برقرار رہتی ہے جب وہ فقہی قواعد، قیاس، اجماع اور نصوص کے ساتھ مربوط رہیں¹⁹۔

4. مغربی فکری تصورات کا غیر تنقیدی انضمام

معاصر مقاصدی ادب میں ایک اور قابل توجہ مسئلہ یہ ہے کہ بعض مصنفین جدید مغربی قانونی اور اخلاقی تصورات—جیسے مطلق آزادی، انفرادی خود مختاری اور بعض انسانی حقوقی تعبیرات—کو بلا تنقید مقاصد شریعت کا حصہ قرار دے دیتے ہیں۔ اگرچہ اسلام عدل، انسانی وقار اور فلاح عامہ جیسے آفاقی اصولوں کی تائید کرتا ہے، لیکن ہر جدید تصور کو بلا امتیاز شریعت کے مقاصد میں شامل کرنا علمی احتیاط کے منافی ہے۔ اس ضمن میں سنجیدہ محققین اس بات پر زور دیتے ہیں کہ اسلامی مقاصد کی بنیاد وحی، فقہی روایت اور امت کے اجتماعی فہم پر ہونی چاہیے²⁰۔

5. معتدل اور اصولی مقاصدی منہج

ان تنقیدات کے باوجود معاصر علمی ادب میں ایک مضبوط معتدل رجحان بھی موجود ہے جو مقاصد شریعت کو نہ تو نصوص پر حاکم بناتا ہے اور نہ ہی انہیں محض ثانوی حیثیت دیتا ہے۔ یہ منہج مقاصد کو نصوص کی تشریح، تطبیق اور ترجیح کے ایک منظم اصولی آلے کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ اسی اعتماد پسند رویے کو جدید تحقیق میں زیادہ قابل اعتماد اور دیرپا قرار دیا گیا ہے، کیونکہ یہ شریعت کی روح اور اس کے نصی و فقہی ڈھانچے دونوں کی حفاظت کرتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ عصر حاضر میں مقاصد شریعت پر ہونے والا تحقیقی کام علمی اعتبار سے نہایت اہم ہے، لیکن اس کی افادیت اسی وقت برقرار رہ سکتی ہے جب اسے اصولی ضبط، نصوص کے احترام اور اجتماعی علمی نگرانی کے ساتھ آگے بڑھایا جائے۔ یہی منہج مقاصدی فکر کو افراط و تفریط سے محفوظ رکھ سکتا ہے²¹۔

¹⁹ ابن القيم، محمد بن ابی بکر۔ اعلام الموقعین عن رب العالمین۔ بیروت

²⁰ علال الفاسی۔ مقاصد الشریعة الاسلامیة ومکرمها۔ رباط

²¹ جاسم عودہ۔ فقہ المقاصد: نحو منہج مقاصدی معاصر۔ قاہرہ

مستقبل کے تحقیقی امکانات

عصر حاضر میں مقاصد شریعت پر ہونے والی تحقیق نے اگرچہ فقہی و فکری سطح پر نمایاں پیش رفت کی ہے، تاہم ابھی اس میدان میں کئی ایسے گوشے موجود ہیں جو مزید منظم اور گہرے مطالعے کے متقاضی ہیں۔ معاصر تحقیقی ادب اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ مقاصد شریعت کو محض نظری سطح تک محدود رکھنے کے بجائے عملی، ادارہ جاتی اور پالیسی سطح پر نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر مسلم ممالک میں قانون سازی، عدالتی فیصلوں اور ریاستی پالیسیوں میں مقاصد منہج کو شامل کرنے پر ابھی خاطر خواہ علمی کام نہیں ہو سکا۔ مزید برآں، جدید سائنسی ترقیات جیسے جینیٹک انجینئرنگ، مصنوعی ذہانت، ڈیجیٹل معیشت اور ماحولیاتی بحران ایسے نئے مسائل پیدا کر رہی ہیں جن کے حل کے لیے روایتی فقہی فریم ورک تنہا کافی نہیں۔ ان شعبوں میں مقاصد شریعت کی روشنی میں بین العلومی (interdisciplinary) تحقیق کی اشد ضرورت ہے تاکہ اسلامی قانون نہ صرف نظریاتی طور پر بلکہ عملی طور پر بھی عصر حاضر کی رہنمائی کر سکے²²۔

مقاصد شریعت اور اجتہادِ معاصر

عصر حاضر میں اجتہاد کی بحث مقاصد شریعت کے بغیر نامکمل سمجھی جاتی ہے۔ معاصر محققین اس بات پر متفق ہیں کہ اجتہاد محض جزئی مسائل میں قیاس آرائی کا نام نہیں بلکہ شریعت کے کلی اہداف کو سامنے رکھ کر نئے حالات میں شرعی رہنمائی فراہم کرنے کا عمل ہے۔ آپ کی فراہم کردہ مقالات میں اس نکتے پر زور دیا گیا ہے کہ مقاصدِ اجتہاد جامد تقلید اور بے لگام تجدد کے درمیان ایک متوازن راستہ فراہم کرتا ہے۔

تاہم اس کے ساتھ یہ شرط بھی لازم قرار دی گئی ہے کہ اجتہاد کرنے والا شخص قرآن، سنت، اصولِ فقہ اور مقاصد شریعت پر گہری دسترس رکھتا ہو۔ غیر اہل افراد کے ہاتھوں مقاصدِ استدلال شریعت کے بجائے ذاتی

²² احمد الریسونی - نظریۃ المقاصد عند الامام الشاطبی

رجحانات کی ترجمانی بن سکتا ہے، جو علمی و دینی اعتبار سے خطرناک ہے۔ اسی لیے معاصر تحقیقی کام میں اہل اجتہاد کی شرائط کو از سر نو واضح کرنے پر بھی زور دیا گیا ہے²³۔

مقاصد شریعت اور ریاستی و سماجی نظام

عصر حاضر کی ریاست ایک پیچیدہ سیاسی، قانونی اور سماجی ادارہ ہے۔ معاصر تحقیقی مقالات میں اس امر پر تفصیلی بحث کی گئی ہے کہ جدید ریاستی ڈھانچے میں مقاصد شریعت کس طرح رہنمائی فراہم کر سکتے ہیں۔ عدل اجتماعی، قانون کی بالادستی، اقلیتوں کے حقوق، اور عوامی مفاد جیسے تصورات کو مقاصد شریعت کے تناظر میں اسلامی سیاسی فکر کا حصہ بنایا جا رہا ہے۔ کئی جدید محققین کے نزدیک مقاصد شریعت اسلامی ریاست کا وہ اخلاقی فریم ورک فراہم کرتے ہیں جو طاقت کے بے جا استعمال، جبر اور نا انصافی کو روک سکتا ہے۔ اس ضمن میں فراہم کردہ مقالات اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ اگر شریعت کے مقاصد کو نظر انداز کر دیا جائے تو اسلامی قوانین بھی محض رسمی ضابطوں میں تبدیل ہو سکتے ہیں، جن کا حقیقی مقصد فوت ہو جاتا ہے²⁴۔

مقاصد شریعت اور فقہی اختلافات

معاصر تحقیق میں ایک اہم پہلو فقہی اختلافات اور مقاصد شریعت کے باہمی تعلق کا بھی ہے۔ جدید محققین کے مطابق مقاصد شریعت منہج فقہی اختلافات کو ختم نہیں کرتا بلکہ انہیں بہتر طور پر سمجھنے اور منظم کرنے میں مدد دیتا ہے۔ یقیناً امت محمدیہ بلکہ انسان مختلف الطبع پیدا ہوا ہے۔ اللہ نے بنی نوع آدم کو مختلف طبائع والا بنایا ہے، اسی لئے ہماری سوچ کچھ اور آپ کی سوچ کچھ اور ہے۔ آپ کی عقل کچھ کہہ رہی ہے جبکہ ہماری عقل کچھ کہہ رہی ہے۔ جب ہمارا علم آپ کے علم سے مختلف ہے تو اختلاف ہونا ناگزیر ہے۔ اختلاف تو ہو گا اور اس اختلاف کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحمت قرار دیا ہے، فرمایا: اختلاف امتی رحمة میری امت کا اختلاف رحمت ہے (کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، 10: 136، الرقم: 28686)۔ اس سلسلے میں سب سے معتبر کتاب

²³ مصطفیٰ زرقا۔ المدخل الفقہی العام۔ دمشق

²⁴ ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم۔ السياسة الشرعية فی اصلاح الراعی والرعية

ہمارے علماء کے لئے بھی اور ہمارے طلبہ کے لئے بھی حضرت امام شعرانی کی کتاب ”میزان الشریعۃ الکبریٰ“ ہے۔ اس کتاب کو آدمی پڑھ لے تو فکر میں بھی وسعت پیدا ہوگی اور ذہن کو بھی مضبوطی ملے گی۔ اختلاف جھگڑے کا نام نہیں بلکہ عین دین ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ اختلاف ہو، اس لئے کہ اگر اختلاف نہ ہو تو بسا اوقات دین پر عمل کرنا ناممکن ہو جائے۔ وہ اسلام جو قیامت تک ایک آفاقی اور متحرک مذہب ہے، اس کی بنیاد ہی اختلاف پر ہے۔ ائمہ مجتہدین کے زمانے سے پہلے صحابہ کرام کا اختلاف اس کی واضح دلیل ہے۔ مختلف فقہی آراء کے پس منظر میں کارفرما مقاصد کو سمجھنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اختلاف دراصل شریعت کی وسعت اور لچک کا مظہر ہے۔ اسی تناظر میں یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ بعض فقہی اختلافات زمانی، مکانی اور معاشرتی عوامل کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ مقاصد شریعت ان عوامل کو سمجھنے کا ایک جامع فریم ورک فراہم کرتے ہیں، جس کے ذریعے جدید دور میں ترجیحی فقہی آراء کا تعین ممکن ہو سکتا ہے²⁵۔

عصر حاضر میں مقاصد شریعت پر ہونے والا تحقیقی کام اگرچہ فکری وسعت اور اجتہادی جرات کا مظہر ہے، لیکن اس پر چند سنجیدہ تنقیدی نکات بھی وارد ہوتے ہیں²⁶۔ بعض معاصر مصنفین نے مقاصد کو اس قدر وسیع کر دیا ہے کہ وہ شریعت کے قطعی نصوص سے متصادم محسوس ہونے لگتے ہیں۔ ناقدین کے مطابق اس طرز فکر میں شریعت کی بجائے انسانی عقل کو حاکم بنانے کا رجحان پایا جاتا ہے۔ اس کے برعکس ایک معتدل علمی رجحان بھی سامنے آیا ہے جو مقاصد شریعت کو نصوص شرعیہ کی تشریح و تطبیق کا ذریعہ تو مانتا ہے، مگر ان پر فوقیت نہیں دیتا۔ فراہم کردہ مقالات میں اسی معتدل منہج کو زیادہ مضبوط اور قابل قبول قرار دیا گیا ہے، کیونکہ یہ شریعت کی روح اور اس کے نصوص ڈھانچے دونوں کی حفاظت کرتا ہے²⁷۔

²⁵ <https://www.minhaj.org/urdu/tid/38029>

²⁶ القرضاوی، فقہ المقاصد

²⁷ طاہر محمود۔ "مقاصد شریعت اور عصری قانون سازی"، مجلہ اسلامیات۔

نتیجہ

یہ تفصیلی جائزہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ عصر حاضر میں مقاصد شریعت پر ہونے والا تحقیقی کام اسلامی فقہ کی تجدید، فکری احیاء اور عصری معنویت کے لیے نہایت اہم ہے۔ معاصر محققین نے مقاصدی فکر کو جدید سماجی، معاشی اور اخلاقی مسائل کے حل کے لیے ایک مؤثر اور ہمہ گیر منہج کے طور پر پیش کیا ہے۔ تاہم اس کے ساتھ یہ حقیقت بھی واضح ہوتی ہے کہ مقاصد شریعت کو نصوص قطعیہ، اصول فقہ اور علمی ضوابط کے تابع رکھتے ہوئے استعمال کرنا ناگزیر ہے۔ اگر مقاصدی منہج کو اعتدال، علمی دیانت اور اصولی نظم کے ساتھ اختیار کیا جائے تو یہ اسلامی قانون کو عصر حاضر کے پیچیدہ چیلنجز کا سامنا کرنے کے قابل بنا سکتا ہے۔ مستقبل میں مقاصد شریعت پر ہونے والا منظم، بین الملومی اور اطلاقی تحقیقی کام اسلامی فقہ کو ایک زندہ اور متحرک نظام کے طور پر برقرار رکھنے میں کلیدی کردار ادا کرے گا۔